نفس

اخفا

خفی سِر

تحفۃ الصوفیہ

روح قلب

رہنمائے سالِک
آدابُ الشیخ

مرتبہ

حاجی سید محمد محمود حسن محمود رضوی نقشبندی مجددی عزیزی

ھو العزیز

تحفۃ الصوفیہ

یعنی ترجمہ

ارشادات حضرت غوث الاعظم محبوب سبحانی عبد القادر محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

رہ نمائے سالک

آدابُ الشیخ

معہ ترجمہ اُردو

از حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

ومع ترجمہ اُردو

آداب مُریدان ۔ از حضرت امام ربّانی مجدّد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

مترجمہ

پروفیسر جناب امداد حسین خاں صاحب ایم۔ اے

ناشر

حاجی سید محمد محمود حسن محمود رضوی نقشبندی مجددی عزیزی خادم

آستانہ خسرویہ عالیہ ۔ ضلع کھلنا

ھو العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

قَالَ قُطْبُ الْاَقْطَابِ وَفَرْدُ الْاَحْبَابِ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ الْجِیْلَانِیْ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہِ مَنْ رَأٰی مُحِبًّا لِلّٰہِ فَقَدْ رَأَی اللّٰہَ

قطب الاقطاب و شیخ المشائخ حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:
جس شخص نے کسی خدا کے دوست کو دیکھا گویا اس نے خدا کو دیکھا ہے۔

دیدنِ او دیدنِ اللہ بود — گرچہ شکلش چوں بعبداللہ بود

یعنی اُس ولی اللہ کا دیدار اللہ کا دیدار ہے۔ اگرچہ اُس کی صورت شکل اللہ کے بندوں جیسی ہوتی ہے۔

اَلْوَلِیُّ رَیْحَانَۃُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ یَتَشَمَّمُہُ الصِّدِّیْقُوْنَ

فَتَصِلُ رَائِحَتُہٗ اِلٰی قُلُوْبِھِمْ فَیَشْتَاقُوْنَ اِلٰی رَبِّھِمْ عَلٰی تَفَاوُتِ مَنَازِلِھِمْ ؛

ولی اللہ (خدا کا دوست) روئے زمین پر خدائے تعالےٰ کی خوشبو ہے۔ سچے اور راست باز طالب اس خوشبو کو سونگھتے ہیں۔ چنانچہ یہ خوشبو اُن طالبوں کے دلوں میں گھر کر لیتی ہے۔ وہ تفاوت کے اعتبار سے اپنے پروردگار کے مشتاق ہو جاتے ہیں۔

دررہِ آن کعبۂ جان و دلم — ہر یکی خندان و گریان می رود

اُس کعبۂ جان و دل کی راہ میں ہر شخص ہنستا اور روتا چلا جاتا ہے

آن خنک چشمی کہ آن گریانِ اوست — وآن ہمایوں دل کہ آن بریانِ اوست

آہ! کس قدر ٹھنڈی ہیں وہ آنکھیں، جو اس کے لئے اشک بار رہیں، اور کتنا مبارک ہے وہ دل، جو اُس کے لئے سوزاں ہے۔

مَنْ اَحَبَّ اللّٰہَ صَارَ قَلْبُہٗ شَوْقًا کُلِّیًّا وَّاِعْرَاضًا کُلِّیًّا وَّفَنَاءً کُلِّیًّا فَلَاجَرَمَ یَصِیْرُ ھُمُوْمُہٗ

هَمًّا وَاحِدًا۔

جو اللہ تعالیٰ سے دوستی کرتا ہے۔ اس کا دل خداوند قدوس کے شوق سے لبریز ہو جاتا ہے یعنی سراپا شوق بن جاتا ہے۔ اور وہ ماسوا اللہ کے شوق سے مطلقاً منہ پھیر لیتا ہے اور فنا فی اللہ ہو جاتا ہے۔ اس کی تمام فکریں صرف ایک اندیشہ بن کر رہ جاتی ہیں یعنی صرف ایک اللہ یاد رہ جاتا ہے ؎

زیں پیش بود ہزار اندیشہ   اکنون ہمہ لا الٰہ الا اللہ است

اس شوق سے پہلے تو اس کو ہزاروں اندیشے لاحق تھے، لیکن اب صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی دُھن ہے۔

شادباش ای عشقِ خوش سودائے ما

وی دوای جملہ علّت ہائے ما

اے عشقِ خوش انجام! تو خوش رہ! کہ ہماری تمام بیماریوں کی واحد دوا تو ہے۔

يَا غُلَامُ اِجْهَدْ فِيْ طَاعَةِ رَبِّكَ كُلَّ جُهْدِكَ :

اے فرزند! تو اپنی تمام طاقت و قوت اپنے پروردگار کی اطاعت و فرماں برداری میں لگا، اور اُسی میں اپنی پوری

کوشش صرف کر دے ؎

صرف کن در راہِ او ہر قوّتی   تا بیابی در حضورش حُرمتی

اپنی تمام طاقتیں صرف اسی کی راہ میں صرف کر، تاکہ اسکی نظروں میں عزیز ہو۔

اِجْهَدْ اَنْ تُعْطِيَ مَنْ حَرَمَكَ وَتَصِلَ مَنْ قَطَعَكَ وَتَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَكَ

اے بیٹے! تو اس بات کی کوشش کر، کہ جو شخص تجکو محروم کرے اور کچھ نہ دے۔ تو اسی کے ساتھ بخشش کر۔ اس شخص سے صلۂ رحمی بجالا، جو تجھ سے اپنی خویشی و قرابت ترک کرے، اور اس شخص کو معاف کردے، جس نے تجھ پر ظلم کیا ہے ؎

ہر کہ بخراشد جگر بجفا   ہمچو کانِ کریم زر بخش

تو سایہ دار درخت سے کم نہ ہو۔ دیکھ جب کوئی اس پر پتھر برساتا ہے، وہ اس پر پھلوں کی بارش کرتا ہے۔

وَاجْهَدْ اَنْ يَّكُوْنَ بَيْتُكَ مَعَ الْعِبَادِ وَقَلْبُكَ مَعَ رَبِّ الْعِبَادِ

تو اس امر کی کوشش کر کہ تیرا گھر بندوں کے ساتھ ہو
لیکن تیرا دل، پروردگارِ عالم کے ساتھ ہو (یہاں گھر سے مراد
وجودِ ظاہری ہے) یعنی بظاہر تو مخلوقِ الٰہی کے ساتھ کام
کر رہا ہو لیکن دل اُدھر متوجہ رہے۔

دست بہ کار و دل بہ یار۔ یعنی ہاتھ کام میں اور دل خدا میں ہے

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

باطن میں تو خدا کے ساتھ رہ اور ظاہر میں بیگانوں کی طرح
ایسی اچھی روش دنیا میں کم یاب ہے۔

دم بدم دم را غنیمت دان و ہمدم شو بدم
واقفِ دم باش ہر دم، ہیچ دم بے جا مدم

ہر لمحہ اپنی سانس کو غنیمت سمجھ بلکہ جان و دل سے اس کا
ہمدم رہ اور ہمیشہ اپنی سانس سے اس طرح واقف رہ کہ
کوئی سانس غافل نہ ہو یعنی کوئی سانس یادِ الٰہی سے بے جا نہ ہو

وَلٰکِنْ لَا تَکُنْ ذَا الْوَجْھَیْنِ وَ ذَا اللِّسَانَیْنِ وَ
ذَا الْفِعْلَیْنِ۔

خبردار! تو دو رُخا، دو زبان والا، اور دو کردار والا نہ بن یعنی
ظاہر و باطن میں یکساں رہ ورنہ تیری حالت افسوس ناک ہے

یک رنگ باش و یک دل و یک رو و یک زبان
ایں خیر و ایں سعادت و ایں امن و ایں امان

تجھکو ایک رنگ، ایک دل، ایک رُخ اور ایک زبان بن جانا
چاہیئے کیونکہ اس یک رنگی کا نام خیر و برکت امن و امان ہے

قِفُوْا بَیْنَ یَدَیْہِ عَلٰی قَدَمِ الْاِفْلَاسِ مِنْ عُقُوْلِکُمْ
وَعُلُوْمِکُمْ تَتَنَاوَلُوْا عِلْمَہٗ

اس کے حضور میں اگر اپنی عقل اور اپنے علم سے
ہاتھ اٹھا کر بیٹھو گے تو اس کا علم حاصل کر لو گے۔[۱]

درگزر از علم و عقلِ خویشتن
باش ساقط پیش ربِّ ذو المنن

اے سالک! پروردگارِ عالم کے سامنے علم و عقل کو فراموش
کر دے۔

تا بیابی علم ہائے انبیاء — بے کتاب و بے معین و اوستاد

۱؎ یعنی علم باری تعالیٰ میں سے ضرور کچھ حصہ مل جائے گا۔

تاکہ تجھ کو بغیر کتاب، بغیر مددگار اور بغیر استاد کے نبیوں کا علم حاصل ہو جائے۔

دل ز دانش ہا بشستند ایں فریق
زانکہ ہر دانش ندانند ایں طریق

اس گروہ کا اصول یہی ہے کہ وہ دل کو عقولِ عشرہ[1] سے خالی کر دیتے ہیں کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ یہ راہ عقل سے طے نہیں ہوتی۔

چوں تجلی کرد اوصافِ قدیم
پس بسوزد وصفِ حادث را قدیم

بغرض جب ان میں حسن قدیم کا جلوہ ظاہر ہوتا ہے تو وہ جلوہ انسانی اوصاف کا خاتمہ کر دیتا ہے۔

اَلشِّرْكُ فِي الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ ۔ اَلظَّاهِرُ عِبَادَةُ الْاَصْنَامِ وَالْبَاطِنُ الْاِتِّكَاءُ عَلَى الْخَلْقِ وَ رُؤْيَتُهُمْ فِي الضَّرِّ وَالنَّفْعِ ۔

[1] عشرہ بمعنی دس۔ عقولِ عشرہ سے مراد وہ دس فرشتے ہیں جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے بموجب قول حکماء، تمام عالم کو پیدا کیا، اور اس کا کل انتظام بھی مکمل کر دیا۔

شرک دو طرح کے ہیں۔ ایک ظاہری اور ایک باطنی، ظاہری شرک تو بتوں کی پوجا کرنا ہے اور باطنی شرک مخلوق پر بھروسا کرنا اور ان کو اپنے نفع یا نقصان کا باعث سمجھنا ہے ؎

گر رنج پیشت آید، وگر راحت ای حکیم
نسبت مکن بہ غیر کہ ایں ہا خدا کنند!

اے عقلمند! خواہ تجھ کو دکھ درد پیش آئے یا عیش و آرام میسّر ہو تو دونوں صورتوں میں اس کو کسی اور طاقت کی طرف منسوب نہ کر، کیوں کہ ان سب کا محرّک خدا ہے۔

گر گزندت رسد ز خلق مرنج   کہ نہ راحت رسد ز خلق نہ رنج

اے سالک! اگر تجھ کو کوئی نقصان پہنچتا ہے تو کسی سے ناراض نہ ہو کیونکہ دنیا والے نہ راحت کے موجب ہیں نہ تکلیف کے۔

از خدا دان خلافِ دشمن و دوست
کہ دل ہر دو در تصرفِ اوست

دشمن کی عداوت اور دوست کی دوستی کو بھی خدا ہی کی طرف سے سمجھ، کیونکہ دونوں کے دل اسی احکم الحاکمین کے قبضے میں ہیں۔

گرچہ تیر از کمان ہمی گزرد   از کماندار بیند اہلِ خرد

دیکھ اور سمجھ! اگرچہ تیر کمان سے نکلتا ہے لیکن عقلمند جانتا ہے کہ اس کا چلانے والا تیر انداز ہے۔

اِجْهَدْ اَنْ تَكُوْنَ مَظْلُوْمًا مَقْهُوْرًا وَلَا تَكُنْ قَاهِرًا

اس بات کی کوشش کر کہ تو مجبور اور مظلوم بن جائے نہ کہ جابر ؎

تا توانی بندہ شو، سلطان مباش
زخم کش چوں گوی شو، چوگاں مباش

حتی الوسع عبد بن جا، بادشاہ نہ بن۔ گیند کی طرح ضرب کاری کو برداشت کر چوگان (بلّا) نہ بن کہ تجھ سے دوسروں کو تکلیف پہنچے۔

اِجْهَدْ اَنْ لَا تَاْكُلَ لُقْمَةً وَلَا تَمْشِيْ خُطْوَةً وَّلَا تَفْعَلَ شَيْئًا اِلَّا بِنِيَّةٍ صَالِحَةٍ تَصْلُحُ لِلْحَقِّ۔

اس امر کی کوشش کر کہ بغیر نیک نیتی کے تو کوئی لقمہ نہ کھائے گا اور نہ کوئی قدم آگے بڑھائے گا اور نہ کوئی کام کرے گا یعنی جو کام بھی ہو خواہ ظاہری یا باطنی اس کو نیک نیتی سے انجام دے

جس میں خدائے تعالےٰ کی رضا مدِّ نظر ہو۔

یَا غُلَامُ تَحْتَاجُ فِیْ خَلْوَتِكَ اِلٰی وَرَعٍ يُخْرِجُكَ مِنَ الْمَعَاصِیْ وَمُرَاقَبَةٍ تُذَكِّرُكَ نَظَرَ الْحَقِّ اِلَيْكَ۔

اے فرزند! تجھ کو تنہائی میں ان باتوں کی ضرورت ہے۔ اوّل پرہیزگاری جو گناہوں سے دور کر دے، دوسرے مراقبہ لازم ہے تاکہ تو یہ فراموش نہ کر دے کہ خدا تیری طرف دیکھ رہا ہے اس طرح تو بُرے کاموں سے بچا رہے گا ؎

پاسبانِ دل شو اندر کلِّ حال
تا نیاید ہیچ دزد آں جا مجال

ہر حال میں دل کی پاسبانی کر تاکہ اس میں کوئی چور داخل نہ ہونے پائے

ہر خیالِ غیرِ حق را دزد خواں
ایں ریاضت سالکاں را فرض داں

خدا کے علاوہ ہر خیال کو چور سمجھ۔ یہی ریاضت سالکوں کے لئے فرض ہے۔

یَا غُلَامُ دَعِ النَّفْسَ وَالْهَوٰى وَكُنْ تُرَابًا تَحْتَ اَقْدَامِ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ

اے فرزند! نفس اور اس کی خواہشوں کی پیروی چھوڑ دے اور اس قوم یعنی اولیاء اللہ کے قدموں کی خاک ہو جا۔

خاک شو مردانِ حق را زیر پا — خاک کن برسر ہوایت ہمچو ما

اولیاء اللہ کی خاک پا بن جا، جس طرح ہم نے اپنی ہر خواہش کو خاک میں ملا دیا ہے اسی طرح تو بھی اپنی ہر خواہش کو خاک کر دے۔

از بہاران کی شود سر سبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

موسم بہار سے پتھر کو سرسبزی و شادابی حاصل نہیں ہوتی، لہٰذا تو مٹی بن جا تاکہ تیری خاک سے رنگا رنگ پھول کھلیں۔

یَا غُلَامُ خُذْ ذَیْلَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمِ بِیَدِ الزُّهْدِ لَا بِیَدِ الرَّغْبَةِ۔

اے فرزند! اس جماعت یعنی اولیاء اللہ کا دامن زہد اور پرہیزگاری کے ہاتھوں سے تھام نہ کہ طمع اور ہوائے نفس سے

مکن رغبت بہ چیزی ورنہ حالت بی صفا گردد
برغبت آن چہ خواہی عاقبت بر جان بلا گردد

کسی شے کی رغبت نہ کر ورنہ بے لوثی کی حالت ختم ہو جائے گی جس شے کی تو رغبت یا خواہش کرے گا۔ انجام کار وہی تیرے لئے وبال جان ثابت ہوگی۔

طُوْبٰی لَكَ اِنْ وَافَقْتَ الْحَقَّ وَاَحْبَبْتَهٗ

اگر تو حق تعالیٰ کے فرمان اور حکم کے مطابق عمل کرتا ہے اور اس ذات کو محبوب رکھتا ہے تو یہ عمل تیرے لئے نیک فال ہے۔

ہمچو اسمٰعیلؑ پیشش جان بنہ
شاد و خندان پیش تیغش جان بنہ

حضرت اسمٰعیل کی طرح اس معبودِ حقیقی کے سامنے اپنی جان نذر کر دے اور اس کی تلوار کے سامنے اپنی جان ہنستے کھیلتے دے دے۔

تا بماند جانِ تو خندان ابد — ہمچو جان پاکِ احمدؐ با احد

تاکہ جس طرح روحی فداہ حضرت احمدؐ کی جان احد کے ساتھ ہمیشہ خوش ہے تیری روح بھی باغ باغ رہے۔

عاشقم بر قہر و بر لطفش بجد — ای عجب من عاشق این ہر دو ضد

میں اس کے قہر و غضب اور مروّت سے بدل و جان محبت تام رکھتا ہوں کس قدر حیرت کا مقام ہے کہ میں ان دونوں اضداد کا عاشق ہوں ۔

عاشقم بر رنج خویش و درد خویش
بہر خوشنودی شاہِ فردِ خویش

میں اپنے غم اور اپنے درد و مصیبت پر اپنے واحد آقا و مالک کی رضا کے لئے جان دیتا ہوں ۔

مِنْ شَرَائِطِ مَحَبَّةِ اللّٰہِ مُوَافَقَتُہٗ فِیْکَ وَفِیْ غَیْرِکَ
وَمَنْ یَّجْعَلُ لِنَفْسِہٖ وَزْنًا فَلَا وَزْنَ لَہٗ

خدائے تعالیٰ کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ وہ سب کا ساتھ دیتا ہے، یعنی یہ نہ سمجھے کہ خداوند عالم صرف میرے ہی ساتھ ہے، اور دوسرے بندوں کے ساتھ نہیں ۔ یا یہ کہ دوسرے بندوں کے مقابلے میں مجھ سے زیادہ موافق ہے ۔ اور جو شخص اپنے آپ کو کچھ سمجھتا ہے اور وزن دیتا ہے خدا کے حضور میں اس کا کچھ مرتبہ نہیں ہے

پاک بازانی کہ حق بگزیدہ اند — خویش را بدتر ز ہر بد دیدہ اند

جن پاک بازوں نے خدا سے لَو لگائی (اور اس کی محبت کو اپنایا) انھوں نے اپنی ذات کو ہر ایک سے بدتر خیال کیا ۔

گر تو خود را ہیچ کس دانی چو خس — ہیچ کس باشی نہ باشی ہیچ کس

اگر تو اپنے کو ایک تنکے کی طرح حقیر سمجھے گا تو فی نفسہٖ حقیر ہو گا مگر اس حقارت سے دوسروں کے آگے ذلیل نہیں ہو سکتا ۔

چو خود را از نیکاں شمردی بدی — نمی گنجد اندر خدائی خودی

اگر تو نے اپنے کو نیک خیال کیا تو ظاہر ہے کہ تو بد ہے، کیونکہ خدا کی خدائی میں خودی کی گنجائش ناممکن ہے ۔

عَلَیْکُمْ بِمَذْہَبِ السَّلَفِ الصَّالِحِ

تم کو لازم ہے کہ گذشتہ بزرگوں اور صالح لوگوں کی پیروی و اقتدا اختیار کرو ۔

راہِ آناں رو کہ مقبولِ حق اند — در رہِ حق رفتہ با حق ملحق اند

خدا کے مقبول بندوں کا راستہ اختیار کر، کیونکہ وہ راہ حق پر چل کر حق کے قریب ہیں ۔

ہاں مرداں رہ بگفتن ہر خسی — ورنہ در کور و کبود افتی بسی

کسی کینے کے کہنے سے وہ راہ نہ اختیار کر جس سے تو گمراہ ہو جائے

مَنْ اَرَادَ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا اَغْلَقَ عَلَیْہِ بَابَ الْخَلْقِ وَقَطَعَ عَنْہُ عَطَائَھُمْ حَتّٰی یَرُدَّہٗ اِلَیْکَ

جس کے واسطے اللہ تعالےٰ بہتری چاہتا ہے، اس کے اوپر مخلوق کے دروازے بند کر دیتا ہے، اور مخلوق کی طرف سے اس پر اُن کی بخشش و عطا کے راستے روک دیتا ہے، یہاں تک کہ اس کو اپنی طرف پھیر لیتا ہے۔

ایں جفای خلق با تو ہر زماں — گنج باشد اگر دانی نہاں

یہ خلق خدا جو تیرے ساتھ دم بدم جفا کر رہی ہے، اگر تو باطناً سمجھے تو تیرے لئے کسی خزانے سے کم نہیں۔

خلق را با تو چنیں بدخو کند — تا ترا ناچار رُو آں سُو کند

دنیا کو تیرے ساتھ اس لئے بدخوئی پر آمادہ کیا گیا ہے تاکہ تو اس سے مجبور ہو کر کنارہ کش ہو جائے۔

مَنِ اشْتَغَلَ بِاللّٰہِ اِحْتَاجَ اِلَیْہِ کُلُّ شَیْءٍ

جو شخص خدا کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ ہر چیز اس کی طرف جھک جاتی ہے۔

ای دل! اخیالِ قدمش در ہر سری کہ باشد
آید بپای بوسش ہر سروری کہ باشد

اے دل! جس سر میں اس خدا کے قدم لینے کا سودا ہوتا ہے، اُسی کے قدموں کے بوسے کی تمنا سرداروں کو ہوتی ہے

یُعَاقِبُکَ الْحَقُّ عَزَّ وَجَلَّ بِالْفَقْرِ وَالسُّؤَالِ لِلْخَلْقِ وَدَفْعِ الرَّحْمَۃِ مِنْ قُلُوْبِھِمْ۔

خداوندِ بزرگ و برتر تجھ پر اس وقت عذاب نازل فرماتا ہے جب تو اپنا فقر و فاقہ اور سوال لوگوں کے آگے ظاہر کرتا ہے ان کے دلوں سے رحم اٹھا دیتا ہے، تاکہ وہ تجھے حقارت کی نظر سے دیکھیں۔

از فقر و سوال در بلا خواہی ماند — دائم بسر رنج و عنا خواہی ماند

فقر و فاقہ کی حکایت اور سوال کرنے کی لت سے تو بلاؤں میں گرفتار رہے گا۔ بلکہ ہمیشہ تکلیف اور رنج میں بسر کرے گا۔

وَاحَرْقَاہُ کَیْفَ تَمُوْتُوْنَ وَمَا عَرَفْتُمْ رَبَّکُمْ

میری دل سوزی کا سبب یہ ہے کہ تم ایسی حالت میں مرتے ہو کہ تم نے اپنے پالنے والے کو بھی نہیں پہچانا۔

وای صد وای کہ نزدیک بہ مردن شدہٗ
ہجرِ آن راحتِ جان با خبری نیست ترا

افسوس صد افسوس کہ تو گور میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے۔ لیکن تجکو اسی روح پرور کے فراق و ہجر کی پروا نہیں۔

اَلشَّجَاعَةُ صَبْرُ سَاعَةٍ یَاطَالِبَ الْاَشْیَآءِ مِنْ غَیْرِہٖ مَا اَنْتَ عَاقِلٌ هَلْ شَیْءٌ لَیْسَ هُوَ فِیْ خَزَآئِنِ اللّٰہِ

شجاعت یعنی بہادری ایک ساعت کا صبر ہے ؎

صبر یک ساعت اگر از تو در آید بوجود
از شجاعاں بنویسند دریں میدانت

اگر تو ایک لمحے کے لئے بھی صبر سے کام لے تو کارکنانِ قضا و قدر تیرا نام اس میدان کے بہادروں کی فہرست میں لکھ لیں۔

اے ڈھونڈنے والے! تو ہرگز عقل مند نہیں، کیونکہ تو درِ خداوندی کے علاوہ دوسری جگہ اسے تلاش کرتا ہے۔ کیا کوئی چیز ایسی بھی ہے جو خداوند تعالے کے خزانے میں نہ ہو؟ ؎

از کسی دیگر چہ می خواہی بگو حق ندادہ مفلسی آمد بہ تو

بتا تو سہی کہ تو کسی اور سے کیوں مانگتا ہے؟ کیا بغیر رضائے الٰہی تو نے مفلسی کا منہ دیکھا ہے۔

ہیں از و خواہی نی از غیرِ او آب از یم جو، مجو از خشک جو

مانگنا ہے تو صرف اسی سے مانگ۔ اس کے علاوہ کسی دوسرے سے نہ مانگ۔ سمندر سے پانی کی خواہش کر نہ کہ خشک چشمے سے۔

رزق از وی جو، مجو از زید و عمر
مستی از وی جو، مجو از بنگ و خمر

رزق صرف اسی سے مانگ زید و بکر سے نہیں۔ مستی و بے خودی بھی اسی سے طلب کر نہ کہ بھنگ اور شراب سے۔

در بخواہی از دگر ہم رو دہد بر کفش سیل سخا ہم رو دہد

اگر تو کسی اور سے بھی مانگے گا تو رنج ملے گا اور سخاوت کا سیلاب اس سے یعنی خدا سے رواں ہو گا۔

اِیَّاكَ وَالْحَسَدَ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الْقَرِیْنُ هُوَ الَّذِیْ خَرَّبَ بَیْتَ اِبْلِیْسَ وَاَهْلَكَهٗ وَجَعَلَهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ وَجَعَلَهٗ مَلْعُوْنَ الْحَقِّ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَاَنْبِیَآئِهٖ وَخَلْقِهٖ۔

حسد سے پرہیز کر اور بچ کیونکہ حسد بہت برا ہم نشیں ہے،
یہی حسد ہے جس نے ابلیس کے گھر کو ویران کیا اور اس کو ہلاکت
میں ڈالا حتیٰ کہ اس کو دوزخی بنا دیا اور خداوند کریم اور اس کے
تمام فرشتوں اور تمام مخلوق سے راندہ و ملعون کر دیا گیا۔

يَا غُلَامُ لَوْ كَانَ عِنْدَكَ ثَمْرَةُ الْعِلْمِ وَبَرَكَتُهُ
لِمَا سَعَيْتَ اِلٰى اَبْوَابِ السَّلَاطِيْنِ فِيْ حُظُوْظِ نَفْسِهٖ

اے بیٹے! اگر تیرے پاس علم کا پھل اور اس کی برکت ہوتی
تو تو بادشاہوں اور امیروں کے دروازے پر خواہش نفسانی
کے واسطے ہر گز نہ کھڑا ہوتا۔

نورِ علم ار بر دلت تاباں بدی　　کی ترا پروای سلطانان بدی

اگر تیرا دل نورِ علم سے روشن ہوتا تو تجھ کو بادشاہوں کی پروا
نہ ہوتی۔

چون تو قدرِ علمِ حق نشناختی　　لاجرم سر در رہ شان باختی

چوں کہ تو نے علم خداوندی کی قدر نہ کی۔ اس لئے تو نے ان
(بادشاہوں) کی راہ میں اپنے سر کی بازی لگا دی۔

حق ترا ہم کرد بی وقر و وقار　　پیش مردان زان بدنیا خوار دار

(دنیا میں) خدا نے تجھ کو بھی ذلیل و حقیر کر دیا۔ لہٰذا دنیا میں تو
لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہے۔

نَوْمُ الْقَوْمِ غَلَبَةٌ اَكْلُهُمْ فَاقَةٌ كَلَامُهُمْ
ضَرُوْرَةٌ وَالْخَرْسُ دَأْبُهُمْ وَطَرِيْقَتُهُمْ۔

یہ جماعت، یعنی اہل اللہ نیند کے غلبے کے وقت سوتے
ہیں، اور بھوک کے وقت کھاتے ہیں اور ضرورت کے وقت
کلام کرتے ہیں کیوں کہ ان کی روش گونگا بن کر خاموش
رہنا ہے۔

اصلِ کارِ صوفیان کم خواری ست
ذکر و فکر و خلوت و بیداری ست

صوفیوں کا اصل کام کم کھانا، ذکر (خداوندی) فکر تنہائی
اور بیداری ہے۔

جز حضورِ دوست نبود دین شان
گنگی و خاموشی است آئینِ شان

ان کا طریقہ صرف دوست کو پیش نظر رکھنا ہے اور ان کا
اصول سکوت و خاموشی ہے

يَا غُلَامُ لِيَكُنِ الصَّمْتُ وَالْبُكْمُ وَالْخُمُولُ لِبَاسَكَ وَالْهَرْبَةُ عَنِ الْخَلْقِ كُلَّ مَقْصُوْدِكَ ۔

اے بیٹے! تجھ کو چاہیے خاموشی تیرا طریقہ ہو، اور گمنامی تیرا لباس اور لوگوں سے دور رہنا تیرا اصل مقصود ہو۔

ولا! مجنوں صفت خود را خلاص از قید عالم کُن
رہِ صحرای الفت گیر در رُو در وادیِ غم کُن

اے دل! مجنوں کی طرح اپنے کو دنیا کی قید سے آزاد کردے۔ صحرائے الفت کا راستہ لے اور وادیٔ محبت کا رُخ کر۔

اِنْ قَدَرْتَ اَنْ تَنْقُبَ فِی الْاَرْضِ سَرَبًا[۱] تَخْتَفِیْ فِیْهِ فَافْعَلْ

اگر تجھ سے ہو سکے تو زمین میں ایک غار کھود لے اور اس میں چھپ جا۔

قعرِ چہ بگزید ہر کو عاقل است
زاں کہ در خلوت صفائی دل است

جو بھی عقلمند ہے، وہ کنوئیں کی تہ کو پسند کرتا ہے۔ کیوں کہ خلوت میں دل کی صفائی حاصل ہوتی ہے۔

[۱] سَرَب بفتحتین سُرنگ ۱۲

يَا غُلَامُ اِنْ اَرَدْتَ سَعَةَ الصَّدْرِ وَطِيْبَ الْقَلْبِ فَلَا تَسْمَعْ مَا يَقُوْلُ الْخَلْقُ وَلَا تَلْتَفِتْ اِلٰى حَدِيْثِهِمْ اَمَا تَعْلَمُ اَنَّهُمْ لَا يَرْضَوْنَ عَنْ خَالِقِهِمْ فَكَيْفَ يَرْضَوْنَ عَنْكَ ۔

اے بیٹے! اگر تو سینے کی فراخی اور دل کی خوشی چاہتا ہے تو لوگ جو کچھ تجھ کو کہیں اُس کو نہ سُن اور اُن کی گفتگو کی طرف متوجہ نہ ہو۔ کیا تو نہیں جانتا کہ یہ دنیا دار لوگ جب اپنے خالق ہی سے راضی نہیں تو تجھ سے کیوں کر راضی ہونگے۔

خدمتی می کن برای کردگار
با قبول و ردِّ مخلوقت چہ کار

تجھ کو اپنے پروردگار کی خدمت میں لگا رہنا چاہیئے۔ تجھ کو اس سے کیا غرض کہ مخلوق تجھ کو پسند کرتی ہے یا ناپسند۔

گر دو سہ ابلہ ترا منکر شوند
تلخ کی گردی چو ہستی کانِ قند

اگرچند بے وقوف تجھ سے منکر ہو جاتے ہیں (تو کیا حرج ہے) (کیوں کہ) جب تو کانِ قند ہے تو تلخ کیسے بن سکتا ہے۔

پیرویِ پیغمبرانؑ را رہ سپر
طعنۂ خلقت ہمیں بادی شمر

پیغمبروںؑ کے راستے پر چل مخلوق جو تجھ پر طعن کرتی ہے اسکو

کبھی ایسا ہی خیال کر اکہ اس نے پیغمبروںؑ کے ساتھ کبھی ایسا ہی کیا تھا۔ دیکھ کہ مخلوق نے پیغمبروں تک کو برا بھلا کہا۔ پھر تو کیوں برا مانتا ہے۔ جا اور پیغمبروںؑ کا یہ راستہ اختیار کر۔

آن خداوندان کہ رہ طی کردہ اند   گوش بر بانگِ سگان کی کردہ اند

جن طالبان حق نے منزل طے کرلی ہے وہ وہی ہیں جنھوں نے کتّوں کے بھونکنے کی پرواہ نہیں کی۔

یَا غُلَامُ اِتَّبِعِ الْقَوْمَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ غَیْرَ الْحَقِّ وَلَا یَسْمَعُوْنَ مِنْ غَیْرِہٖ وَلَا یَبْصُرُوْنَ مِنْ غَیْرِہٖ۔

اے بیٹے! اُس جماعت کی پیروی کر، جو خداوند تعالیٰ کے سوا کچھ اور خیال میں نہیں لاتی اور نہ اس کے علاوہ کچھ اور سنتی ہے اور نہ اس کے سوا کچھ اور دیکھتی ہے[1]۔

[1] واضح ہو کہ جب طالب، دنیا و مافیہا سے دست بردار ہو کر پوری طرح اپنے معشوقِ حقیقی، یعنی جنابِ باری کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو اس کے تمام لطیفے ایک زبان ہو کر اس کی عبادت میں مشغول ہوتے ہیں۔ جب وہ درجۂ اطمینان کو پہنچتا ہے تو اُس کے تمام خیالات اور تصوّرات کا مجموعہ مل کر ایک تصویر بن جاتا ہے۔ یعنی سوا خیال باری کے اور کوئی خیال باقی نہیں رہتا اور عشق الٰہی اور تصور شوق حقیقی یہاں تک اُس میں سرایت کر جاتا ہے کہ وہ سراپا اپنے معشوق کی تصویر

شو بندۂ آں قوم کہ زعین صفا   یک لحظہ نیند غافل از ذکر خدا

اس جماعت (اہل اللہ) کا بندہ بن جو صدق و صفا کے ساتھ ذکر خداوندی سے ایک لمحے کو بھی غافل نہیں ہوتی۔

در لجّۂ بحرِ جمعیت غرق اند   طیٔ ساختہ اند بادیۂ تفرقہ را

اور بحرِ جمعیت میں ڈوب کر صحرائے مخالفت سے گزر گئے ہیں

یَا غُلَامُ کُنْ مَعَ اللّٰہِ صَامِتًا عِنْدَ مَجِیْ قَدْرِہٖ وَفِعْلِہٖ حَتّٰی تَرٰی مِنْہُ اَلْطَافًا کَثِیْرًا

اے بیٹے! خداوند تعالیٰ کی تقدیر و تصرّف کے وقت اُس کے حضور میں خاموش رہ اور اعتراض نہ کر تاکہ تجھ پر مہربانیاں اور الطاف زیادہ ہوں ؎

با ورودِ بلا گر نفسی بنشینی   با صبر بہ بینی کہ چہا بہ بینی

اگر بلا کے آتے ہی تو ذرا صبر کے ساتھ بیٹھے تو پھر دیکھ کہ

بقیہ نوٹ صـ۲۴

بن جاتا ہے۔ پھر اُس وقت وہ کھاتا ہے تو اس سے، سنتا ہے تو اس سے غرض جو فعل ہوتا ہے، وہ اُسی سے ہوتا ہے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے درحقیقت اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اے لڑکے! ایسی جماعت کی پیروی کر جس کی یہ حالت ہے۔ ۱۲ واللہ اعلم۔

کیا خوب پیش آتا ہے۔

كُنْتُ لَا أَهْرَبُ مِنْ كَلَامِ الشُّيُوخِ فَظَاظَتِهِمْ بَلْ كُنْتُ أَخْرَسَ وَأَعْمَى وَأَنْتَ لَا تَصْبِرُ عَلَى كَلَامِهِمْ وَتُرِيْدُ تُفْلِحُ كَلَّا

اے بیٹے! میں بزرگوں اور پیروں کے کلام اور سختی سے نہیں بھاگتا تھا، بلکہ اُن کی سختی کو دیکھ کر اپنے آپ کو گونگا اور اندھا بنا لیا کرتا تھا، اور اُن کی سخت کلامی پر صبر کیا کرتا تھا لہٰذا اگر تو بھی اُن کی سخت کلامی پر صبر نہیں کرتا۔ اور فلاح کی امید رکھتا ہے تو یہ قطعی ناممکن ہے ۔

سرد گویند، گرم گویند، خوش بگیر — تا ز گرم و سرد بجہی از سعیر

(پیر معنی) خواہ نرم گفتاری سے پیش آئیں یا سخت کلامی سے اس کو بہتر سمجھ، تاکہ تو اس سرد و گرم کے ذریعے نارِ جہنم سے نجات حاصل کرے۔

زہر ایشان خور، مخور شہدِ خساں — تا کسی گردی باقبالِ شہاں

اُن کا دیا زہر بھی پی جا۔ لیکن نااہلوں کا شہد بھی نہ پی، تاکہ تو اقبال مندی میں بادشاہوں کی طرح ہو جائے۔

مر ترا دشنام و سیلیِ شہاں — بہتر ست آن از ثنای دیگراں

دوسروں کی توصیف سے بہتر ان بادشاہوں کی گالی اور تھپڑ ہیں۔

ہیچ نکشد نفس را جز ظلِ پیر — دامنِ آن نفس کش را سخت گیر

پیر کے سائے کے سوا اور کوئی ایسی شئے نہیں جو تیرے نفس کو ختم کر دے۔ لہٰذا اُس "نفس کش" کا دامن مضبوط پکڑ۔

إِنِّي أَرَاكَ تَزْدَادُ عِلْمًا ظَاهِرًا وَجَهْلًا بَاطِنًا وَمَكْتُوبٌ فِي التَّوْرَاةِ مَنِ ازْدَادَ عِلْمًا فَلْيَزْدَدْ وَجَعًا وَتَعْلَمُ مَا هَذَا الْوَجَعُ هُوَ الْخَوْفُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالَى وَذُلٌّ لَهُ وَلِعِبَادِهِ۔

بے شک میں دیکھتا ہوں کہ تیرا ظاہری علم زیادہ ہوتا جاتا ہے اور تو باطن میں جاہل بنتا جاتا ہے۔ توراۃ میں لکھا ہے کہ علم زیادہ ہو جائے تو لازم ہے کہ اس میں درد بھی بڑھ جائے۔ تو جانتا ہے کہ وہ درد کیا ہے؟ خدائے تعالیٰ کا ڈر، اُس کے حضور میں عاجز ہونا، اور اس کے بندوں کے ساتھ تواضع سے پیش آنا ہے

علم از بہر حلم می خوانند — در تو این تندی و درشتی چیست؟

علم حاصل کیا جاتا ہے تو بردباری اور سنجیدگی کے لئے۔ پھر تجھ میں یہ تیزی اور سختی کیسی؟

وَيْلَكَ تَقْعُدُ فِي صَوْمَعَتِكَ وَقَلْبُكَ فِي بُيُوتِ الْخَلَائِقِ مُنْتَظِرٌ فِي مَجِيئِهِمْ وَهَدَايَاهُمْ۔

افسوس ہے تجھ پر کہ تو ظاہر میں اپنے عبادت خانے میں بیٹھا ہے اور تیرا دل لوگوں کے گھروں میں سیر کر رہا ہے، اور تو ان کے آنے کا منتظر ہے کہ وہ تیرے پاس ہدیے اور تحفے لائیں۔

ضَاعَ زَمَانُكَ وَجَعَلْتَ لَكَ صُورَةً بِلَا مَعْنًى حُسْنُ الْخُلُقِ هُوَ أَنْ لَا تُؤَثِّرَ فِيكَ جَفَاءُ الْخَلْقِ بَعْدَ مُطَالَعَتِكَ لِلْحَقِّ وَاسْتِصْغَارِ نَفْسِكَ

تم نے اپنی عمر کو برباد کر دیا اور اپنی صورت کو بے معنی بنا دیا ہے۔ خوش خلقی اس کا نام ہے کہ جب دنیا میں تو نے خداوند کریم کے تصرف کو چشم بصیرت سے دیکھ لیا اور اپنے آپ کو حقیر اور عاجز جان لیا۔ پھر تجھ پر لوگوں کا ظلم اور سختی اثر نہ کرے تو یہی سمجھ کہ جو کچھ میری جان پر ہو رہا ہے وہ من جانب اللہ ہے۔ ذرا سوچ تو سہی کوئی دوست پر ناراض ہوتا ہے۔

اَلْمَحَبَّةُ هِيَ تَشْوِيشُ الْقُلُوبِ تَقَعُ مِنْ حُبِّ الْمَحْبُوبِ فَيَصِيرُ الدُّنْيَا عَلَيْهِ كَحَلْقَةِ خَاتَمٍ أَوْ مَجْمَعِ مَاتَمٍ۔

محبت دل کی پریشانی کا نام ہے، جو محبوب کی محبت سے ہاتھ آتی ہے اور دنیا اس شخص پر جس کے دل میں محبت کا کھٹکا ہے۔ ایک انگوٹھی کے حلقے کی طرح تنگ ہو جاتی ہے۔ اور ماتم زدہ لوگوں کی مجلس کی طرح اس کا حال تباہ ہو جاتا ہے۔

گویا ہمہ غم ہائے جہاں در یک جا
جمع آمدہ بود عشق نامش کردند

گویا تمام دنیا کے غم ایک جگہ اکٹھا ہو گئے اور اس کا نام "عشق" رکھ دیا گیا۔

يَا غُلَامُ كُلَّمَا تَرَاهُ مِنَ الْوُجُوهِ الْمُسْتَحْسَنَةِ وَتُحِبُّهُ فَهُوَ حُبٌّ نَاقِصٌ وَأَنْتَ مُعَاقَبٌ عَلَيْهِ وَالْحُبُّ الصَّحِيحُ الَّذِي لَا يَتَغَيَّرُ هُوَ الَّذِي تَرَاهُ بِعَيْنِ قَلْبِكَ وَهُوَ حُبُّ الصِّدِّيقِينَ الرُّوحَانِيِّينَ

اے بیٹے! جب تو اُس کے چہرے کے ظاہری حسن وجمال سے محبّت کرتا ہے تو یہ حُبّ ناقص ہے اور اس پر تجھ کو عذاب ہوگا۔ درست اور صحیح محبت وہ ہے جو کبھی کم وبیش نہ ہو یعنی تو اس کو اپنے دل کی آنکھ سے دیکھے۔ اس کا نام روحانی محبّت ہے ؎

عشق آن بگزیں کہ جملہ انبیا — یافتند از عشقِ او کار و کیا

اُس کا عشق اختیار کر جس کے عشق سے انبیاءؑ نے اپنے کام بنائے۔

عشق آن زندہ گزیں کو باقی است — وز شراب جان فزایت ساقی است

اس واجب الوجود کا عشق اختیار کر، جو ہمیشہ زندہ رہے گا، اور اپنی شرابِ جاں فزا سے تیرا ساقی ہے۔

ہر صورتِ زیبا کہ ترا دل می نمود — خواہد فلکش ز دورِ چشم تو ربود

ہر وہ اچھی صورت جو تجھ کو بھلی معلوم ہوتی ہے۔ آسمان اس کو تیری نظروں سے اوجھل کر دینا چاہتا ہے۔

رو دل بکسی دہ کہ در اطوارِ وجو — بودہ است ہمیشہ با تو خواہد بود

جا اور اُس سے دل لگا جو کائناتِ ہستی میں ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ تیرے ساتھ رہے گا۔

ترجمہ

رسالہ
آداب الشیخ

الشیخ شہاب الدّین السہروردی رحمۃ اللہ علیہ

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

مرید کو شیخ کی خدمت میں جانا اور اس کی خدمت میں بیٹھنے کے آداب اور اطوار سے واقف ہونا اور ان پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ جب مرید شیخ کی خدمت میں مودّب رہے گا تو شیخ کے دل میں اس کی محبّت پیدا ہو جائے گی، اور جب شیخ کے دل میں اس کی محبّت اثر کر گئی تو اس وسیلۂ جمیلہ سے مرید کا وجود رحمتِ الٰہی اور برکات وفیوض لامتناہی میں شامل ہو جائے گا مرید کا شیخ کے حضور میں مقبول ہونا اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ وہ خداوندِ کریم اور رسول علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اور سب مشائخ کے حضور میں جو اس کے شیخ اور رسول علیہ السّلام کے درمیان واسطہ ہیں مقبول ہوچکا مقبول

شیخ کا وجود گویا نبی علیہ السّلام کے وجود کا نمونہ ہے۔ صحابہؓ میں چونکہ شیخ مخلوق کو خدا کی طرف دعوت دینے والا ہے اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی پیروی کی رو سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نائب ہے۔ کیونکہ اَلشَّیْخُ فِیْ قَوْمِہٖ کَالنَّبِیِّ فِیْ اُمَّتِہٖ کے معنی ہیں شیخ اپنے مریدوں میں ایسا ہے جیسے نبی اپنی امّت میں کلّی اور جزئی آداب جن میں نگاہ داشت اور لحاظ مرید کو شیخ کے حضور میں لازم ہیں وہ مؤدب رہیں

آداب اوّل :۔ مرید کو لازم ہے کہ اپنے شیخ کو مریدوں کی تربیت وارشاد اور تادیب وتہذیب میں اس زمانے کے مشائخ سے اعلیٰ اور اکمل جانے بلکہ یہی اعتقاد رکھے کیونکہ اگر کسی دوسرے کو اس کا ہم پلّہ یا اس سے زیادہ سمجھے گا تو محبت والفت کا تعلق ضعیف اور سُست ہو جائے گا۔

بنابریں مشائخ کرام کے اقوال واحوال کی سرایت کا رابطہ شیخ کے ساتھ محبت رکھنے سے ہوتا ہے۔ مرید کو اپنے شیخ کے ساتھ جس قدر زیادہ محبت ہوگی، اُسی قدر اس کی

اہلِ دل مقبولِ خدا است۔ یعنی جو شخص اہلِ دل حضرات کے نزدیک مقبول ہے، وہ خدا کے نزدیک بھی مقبول ہے۔

شیخ کے بعض حقوقِ تربیت کا بدلہ سوا حسنِ آداب کے اور کچھ نہیں۔ چوں کہ مُرید کو عُلماء اور مشائخ کے ساتھ اُبوّتِ معنوی کی نسبت ہے۔ اس واسطے اُن کی تعظیم وتوقیر بھی نہایت ضروری ہے، اور اس امر میں کوتاہی کرنا بے معنی۔ بزرگوں کی خدمت اور بڑوں کی قدر شناسی بہت ضروری امر ہے، حدیث شریف میں وارد ہے کہ مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا

یعنی جو شخص چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ خاص کر شیخ جو خداوند کریم کی حضوری کا نہایت ہی نزدیک وسیلہ ہے اگر کوئی شخص اس کے حقوق میں کوتاہی کرے گا تو وہ خداوند کریم کے حقوق ادا کرنے میں قاصر کہلائے گا۔ مَنْ ضَیَّعَ رَبَّ الْاَدْنٰی لَمْ یَصِلْ رَبَّ الْاَعْلٰی یعنی جس نے چھوٹے مربّی کے حقوق کو ضائع کیا وہ بڑے مربّی یعنی پروردگار تک نہیں پہنچ سکتا۔ مریدوں میں

تربیت کی استعداد قوی ہوتی جائے گی ۔[ل]

ادب دوم :۔ شیخ کی صحبت کے التزام میں کمر ہمت بندھی رہے یعنی طالب اپنے دل میں یہ فیصلہ کرلے کہ میرا فتح الباب یعنی دینی و دُنیوی سعادت اور تکمیل کا دروازہ

ل یہاں یہ خیال نہ کرے کہ میرے شیخ کے سوا دنیا میں کوئی ولی اللہ اور خدا کا دوست نہیں ہے۔

خاکساران جہاں را بحقارت منگر   تو چہ دانی کہ دریں گرد سواری باشد

یعنی دنیا کے خاکساروں کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھ۔ تجھ کو کیا معلوم کہ اس غبار میں کوئی شہسوار پوشیدہ ہو۔

اس باب میں بعض احباب افراط و تفریط سے کام لیتے ہیں جو ان کی ہلاکت کا باعث ہے یعنی جب ان کے سامنے کسی شیخ یا سجادہ نشین کا ذکر ہوتا ہے تو اس کی غیبت بلکہ تحقیر کرتے ہیں یا اس کے عیوب بیان کرنے لگتے ہیں اس سے بڑھ کر ان کی ہلاکت کے لئے کوئی بدی نہیں ۔ کیونکہ اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا یعنی غیبت زنا سے بھی زیادہ بری شے ہے بعض تو بے جھجک بول اٹھتے ہیں کہ آجکل کے فلاں سجادہ نشین یا شیخ نے دکان داری پھیلائی ہے ۔ یہ کلمہ بھی قابل غور ہے کہ اگر وہ سجادہ نشین یا شیخ باطنی تکمیل سے بے بہرہ ہے اور بظاہر بنا ہوا ہے تو اسکے مکر و فریب اور دھوکے کا حساب خداوند کریم اس سے قیامت میں لے گا، چنانچہ اس حالت میں بھی غیبت درست نہیں ہے

(باقی اگلے صفحہ پر)

شیخ کی صحبت اور اس کی خدمت سے کھلے گا ۔ نیز یہ بھی طے کرلے کہ شیخ کے آستانے پر اپنی جان بھی قربان کردے گا۔ اور منزل مقصود کو حاصل کرلے گا ۔ اس عزیمت اور ثبات ہمت کی علامت یہ ہے کہ اگر شیخ اسکو رَد اور دور بھی کرے تو بھی شیخ سے نہ پھرے اور نہ بے اعتقاد ہو کیوں کہ مشائخ اکثر مریدوں کی ہمت کا امتحان بھی لیتے ہیں ۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ابو عثمان حیری شاہ شجاع کرمانی علیہ الرحمہ کے ساتھ نیشاپور میں ابو حفص حدّاد رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو تشریف لائے ۔ ابو حفص حدّادؒ نے عثمان حیری کی پیشانی میں نور ولایت کو روشن دیکھ کر قوتِ القائی

بقیہ ص ۳۴

ہر کرا جامہ پارسا بینی   پارسا دان و نیک مرد انگار

یعنی جس شخص کا لباس پارساؤں کا سا دیکھ اس کو پارسا اور نیک خیال کر۔

ور ندانی کہ در نہادش چیست   محتسب را درونِ خانہ چہ کار

اور اگر تو نہیں جانتا کہ اس کے دل میں کیا ہے تو کیا حرج ہے ۔ آخر داروغہ آبکاری کو اس کے گھریلو معاملات سے کیا غرض ؟ اور اگر وہ باطنی کمال سے بہرہ ور ہو تو خیال کرو کہ خدا کے دوست کی غیبت تمہیں کہاں پہنچائے گی اَلْحَذَرْ اَلْحَذَرْ مِنَ الْغِیْبَۃِ (غیبت سے پرہیز کر) غیبت کرنے والا اپنی تمام نیکیاں دوسرے کو دے دیتا ہے ۔ ۱۲

سے اس کے احوال کو جذب کر لیا اور اپنی ارادت میں مقید کر دیا۔ جب شاہ کرمانی واپس ہونے لگے تو ابو عثمان حیری نے شاہ کرمان سے کہا کہ آپ کچھ دن اور نیشاپور میں قیام فرمائیں تو بہتر ہے۔ ابو حفص حدادؒ نے عثمان حیری کو اپنے پاس سے اٹھا دیا اور فرمایا کہ آئندہ ہماری مجلس میں نہ بیٹھے۔ ابو عثمان اس اشارت کو قبول کر کے پچھلے پاؤں پیچھے ہٹے یہاں تک کہ نظروں سے غائب ہو گئے۔ لیکن آپ نے دل میں یہ ٹھان لی کہ ابو حفص حدادؒ کے دروازے پر ایک گڑھا کھود کر بیٹھ جاؤں اور جب تک وہ باہر نکلنے کی اجازت نہ دیں اس وقت تک باہر نہ آؤں۔ جب ابو حفص حداد نے عثمان حیری کی سچی ارادت اور بلند ہمت کا مشاہدہ فرمایا تو ان کو بلا کر بہت مہربانی فرمائی اور اپنے خواص میں داخل کیا۔ یہاں تک کہ آپ نے اپنی بیٹی کا نکاح بھی ان کے ساتھ کر دیا۔ شیخ کی رحلت کے بعد یہی سجادہ نشین ہوئے

ادب سوم :۔ اپنی جان و مال میں تصرفات شیخ کا مانع نہ ہو جو کچھ شیخ فرمائے اسی پر راضی اور قائم رہے کیونکہ ارادت اور محبت کا جوہر اس طریقے کے سوا کسی اور طرح ظاہر نہیں ہو سکتا

اور اس کی سچائی اور ارادت کا معیار اس کسوٹی کے سوا نہیں پرکھا جا سکتا۔ چنانچہ خداوند کریم نے اپنی سچی کتاب میں فرمایا ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۔ یعنی قسم ہے آپ کے رب کی کہ یہ لوگ اُس وقت تک ایمان دار نہ ہوں گے جب تک کہ ان کے درمیان جو جھگڑا ہوا ہے اُس کا فیصلہ آپ سے نہ کرائیں اور پھر آپ کے اس فیصلے میں اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں بلکہ اس کو پوری طرح تسلیم کر لیں۔

ادب چہارم :۔ شیخ کے ظاہری اور باطنی تصرفات میں اعتراض نہ کرے اور جب شیخ کے احوال سے کسی باب میں تردد ہو اور اُس بات کی صحت کو معلوم نہ کر سکے تو حضرت موسیٰؑ اور خضر علیہما السلام کے واقعے پر غور کرے کہ باوجود نبوت اور کمال علم کے موسیٰؑ نے خضر کے بعض تصرفات پر کیسا انکار کیا تھا اور جب موسیٰؑ پر اُن تصرفات کے راز اور حکمت کے ابواب کھولے گئے تو مان گئے، لہٰذا جس بات کے راز کو نہ سمجھ سکے اس میں

اپنی سمجھ اور علم کا قصور اور کوتاہی سمجھے تاکہ اس کی ارادت اور محبت میں کمی نہ آنے پائے، کیونکہ محبت اور ارادت کے کم ہو جانے سے شیخ کے سینے سے مرید کے سینے میں فیوض کی آمد کم ہو جاتی ہے۔

حضور جنید رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید نے آپ سے سوال کیا۔ پھر شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے جواب پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا۔ فَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِیْ فَاعْتَزِلُوْنَ یعنی اگر تم کو مجھ پر یقین نہیں ہے تو کنارہ کشی اختیار کرو۔

ادبِ پنجم :- دینی اور دنیوی، کلی اور جزوی غرض تمام کاموں کو شیخ کی ارادت و اختیار اور اجازت کے بغیر شروع نہ کرے۔

ادبِ ششم :- شیخ کے خطرات کی رعایت واجب ہے، جو حرکت شیخ کو ناپسند ہے اس پر اقدام نہ کرے اور اپنی اس حرکت کو شیخ کے حسنِ خلق، کمالِ حلم اور مدارِ عفو پر اعتماد اور بھروسہ کر کے خفیف نہ سمجھے۔

ادبِ ہفتم :- اپنے کشف اور واقعات کے احوال شیخ کے آگے ظاہر کرے اور ان کی صحت و سقم کے لئے صرف شیخ کے علم کی رہنمائی تلاش کرے۔ کشف اور واقعات خواہ بیداری میں

ہوں یا نیند میں، ان کو شیخ کے علم کی طرف رجوع کرے اور جب تک اُن کی صحت اور ماہیت کو اچھی طرح نہ سمجھ لے اُن کی صحت پر جلدی سے حکم نہ کر بیٹھے، کیوں کہ بہت ممکن ہے کہ ان واقعات کا منبع اور جڑ مرید کی جان میں پوشیدہ کوئی ارادت ہو جس سے وہ آگاہ نہیں اور بے سوچے سمجھے ان کی صحت پر حکم کر بیٹھے، اور ان سے کوئی خلل واقع ہو۔ لہٰذا جب واقعات کو شیخ کے آگے بیان کرے گا اور شیخ اپنے علم سے ان کی ماہیت سے واقف ہو جائے گا تو مرید کو اس کی صحت سے مطلع کر دے گا۔ اس وقت اس کو شیخ کے حکم پر یقین کے ساتھ عمل کرنا چاہئے ورنہ شبہ تو ضرور ہی رفع ہو جائے گا۔

ادبِ ہشتم :- جب شیخ کلام کرے تو اس کے کلام کو غور سے سنے اور منتظر رہے کہ شیخ کے کلام پر کیا گزر رہا ہے۔ شیخ کی زبان کو کلامِ الٰہی کا واسطہ و وسیلہ سمجھے اور یقین کرے کہ شیخ خدا کے ساتھ ہم کلام ہے۔ حرص و ہوا کے ساتھ کچھ نہیں کہتا اور مرتبہ بی ینطق و بی یبصر و بی یسمع کو پہنچا ہے۔ شیخ کے دل کو بحرِ مواج خیال کرے جو علم کے خزانوں اور معرفت کے موتیوں

سے بھرا پڑا ہے اور جب عنایت ازلی کی لہر آتی ہے تو اُن
بیش بہا جواہرات میں سے بعض کو زبان کے ساحل پر ڈال دیتا
ہے۔ مرید کو لازم ہے کہ ہمیشہ منتظر و حاضر رہے تاکہ شیخ کے
پُر فوائد کلام سے محروم و بے نصیب نہ رہے اور اس کے کلام
اور اپنے حال کے درمیان مناسبت اور متابعت دیکھے اور اپنے
جی میں یہ خیال کرے کہ خداوند تعالیٰ کے دروازے پر قابلیت
کی زبان کے ساتھ اپنے حال کی بہتری ڈھونڈتا ہے، اسکی
قابلیت اور استعداد کے مطابق غیب سے خطاب وارد ہوتا
ہے۔ شیخ کے ساتھ کلام کرنے میں اپنے نفس کی حالت کی
جستجو کرے۔ یہ نہیں کہ ریا اور اظہارِ علم اور اپنی معرفت ظاہر
کرنے کی صفت سے موصوف ہو کر شیخ سے کلام کرے؛ اور
نہ اپنے آپ کو کمال کی صفت سے شیخ کے آگے ظاہر کرے۔ بعض
مفسرین نے اِس آیت کے نزول کا سبب یوں بیان کیا ہے۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ
وَرَسُولِهِ یعنی اے ایمان والو! اللہ اور رسول کے روبرو
پیش دستی نہ کرو۔

کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس شریف میں
بیٹھنے والے ایسے تھے کہ جب کوئی سائل آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا
تھا تو وہ آپ کے جواب سے پہلے ہی فتویٰ دے دیتے تھے۔
اس وقت یہ آیت نازل ہوئی اور خداوند کریم نے سب کو تادیب
فرمائی اور ایسی سبقت سے منع فرمایا۔

ادب نہم: شیخ کے حضور میں اپنی آواز بلند نہ کرے۔ کیونکہ
بزرگوں کے سامنے آواز بلند کرنا بھی بے ادبی میں شامل ہے، ایک
دفعہ سیّدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر
بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان آن حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے حضور میں کسی مسئلے میں بحث ہوئی انھوں نے آواز بلند کی،
اُسی وقت اُن کو ادب سکھانے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی۔
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ
صَوْتِ النَّبِيِّ۔ یعنی اے ایمان والو! اپنی آواز کو حضور نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز شریف سے زیادہ بلند نہ کرو۔ چنانچہ
اس واقعے کے بعد جب صحابہؓ کلام کرتے تو اس قدر آہستہ
کلام کرتے کہ مشکل سے سنا جاتا تھا۔ بنا بریں یہ آیت نازل ہوئی

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ أُولٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۔

یعنی بے شک جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پست رکھتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے خاص کر دیا ہے۔

ادب دہم:۔ شیخ کے ساتھ زیادہ کلام نہ کرے، کیونکہ اس فعل سے شیخ کا رعب اس کے دل میں کم ہو جائے گا اور فیض بند ہو جائے گا۔ شیخ کو تعظیم و احترام سے خطاب کرنا چاہیئے، مثلاً یا سیّدی۔ یا مولائی! اوائل نبوت کے وقت صحابہ رضی اللہ عنہم رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم مبارک تعظیم سے نہیں پکارتے تھے مثلاً یا محمدؐ یا احمدؐ کہہ کر پکارتے تھے۔ خداوند کریم نے ان کو ادب سکھانے کے لئے یہ آیت نازل فرمائی۔ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَنْ تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنْتُمْ لَا تَشْعُرُونَ۔ یعنی نہ ان سے اس طرح کھل کر بولا کرو۔ جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے کھل کر بات کرتے ہو، کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں۔ اور تم کو خبر بھی نہ ہو۔

بعدازاں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یا رسول اللہ یا نبی اللہ! کہہ کر پکارا کرتے تھے۔ ایک دفعہ وفد بنی تمیم کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک پر آئی اور آپ کو باہر تشریف لانے کے لئے یوں آواز دی یَا مُحَمَّدُ اُخْرُجْ إِلَيْنَا (اے محمدؐ! ہمارے پاس آؤ) اسی وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ إِنَّ الَّذِينَ يُنَادُونَكَ مِنْ وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتّٰى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ۔

یعنی جو لوگ حجروں کے باہر سے آپ کو پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں اور اگر یہ لوگ صبر کرتے۔ یہاں تک کہ آپ خود ان کے پاس باہر آ جاتے، تو یہ ان کے لئے بہتر ہوتا۔

ہر ایک قول و فعل میں شیخ کی تعظیم و تکریم واجب سمجھے اپنا سجادہ شیخ کے سامنے نہ ڈالے سوا نماز کے وقت کے، سماع کے وقت، جہاں تک ممکن ہو، حرکت اور آواز نکالنے سے پرہیز کرے۔ شیخ کے سامنے ہنسی بھی نہ کرے۔

ادب یازدہم:۔ جب شیخ سے گفتگو کرنا چاہیے، خواہ وہ

دینی ہو یا دنیوی پہلے یہ سمجھ لے کہ شیخ کو اسکی بات سننے کی فرصت بھی ہے یا نہیں اور جب کلام کرے تو جلدی نہ کرے۔

ادب دوازدہم:- شیخ کے حضور میں اپنے مرتبے کی حد پر نگاہ رکھے۔ جس حالت اور مقام سے واقف نہیں ہے اُسکی بابت کلام نہ کرے۔

ادب سیزدہم:- شیخ کے بھید کو ظاہر نہ کرے۔ جن کراماتوں اور واقعات کو شیخ چھپاتا ہے اگر ان سے واقف ہو جائے تو ظاہر نہ کرے۔ ممکن ہے کہ شیخ ان اسرار کو بعض دینی مصالح کی بنا پر پوشیدہ رکھنا چاہتا ہو کہ اگر وہ ظاہر ہو جائیں تو باعث فساد ہوں۔

ادب چہاردہم:- اپنے راز شیخ سے نہ چھپائے۔ جو کرامت اور موہبت خداوند کریم کی جانب سے عنایت ہوئی ہو اس کو شیخ کے آگے بیان کر دے۔ کیوں کہ اس سے آئندہ بہت سے فوائد حاصل ہوں گے۔

ادب پانزدہم:- اگر اپنے شیخ کی کسی بات کو کسی دوسرے آدمی کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہے تو سننے والے کی سمجھ کے مطابق

بیان کرے اور جس بات کو عوام نہ سمجھ سکیں، ان کے بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں، بلکہ نقصان ہے کیونکہ ممکن ہے کہ سننے والے کا عقیدہ شیخ کی نسبت سے فاسد ہو جائے، اسی واسطے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ وَلَا تُكَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِكُمْ وَدَعُوْا مَا يُنْكِرُوْنَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّكَذَّبَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ یعنی لوگوں سے ان کی عقل کے موافق کلام کرو، اپنی عقل کے موافق کبھی گفتگو نہ کرو۔ جس بات سے وہ منکر ہوں اُس کو چھوڑ دو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ اور رسول کی تکذیب ہو، یعنی تمہاری بات کو نہ سمجھیں گے تو اپنے دل میں کچھ کا کچھ سمجھ کر کیا عجب ہے کہ خدا اور رسول کی بھی تکذیب کر بیٹھیں۔ لہٰذا ایسی بات کہو، اور اس طرح کہو کہ اس کو خاص و عام سمجھ سکیں۔ فقط

ترجمہ رسالہ۔ "آداب الشیخ"
الشیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

از مکتوبات حضرت امام ربانی

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

مکتوب دوصد و نود و دوم بشیخ حمید بنگالی صدور یافت

مکتوب دو سو بانوے (۲۹۲) - مریدوں کے آداب ضروری کے بیان میں

آداب ضروریہ مریدان

حضرت شیخ حمید بنگالی کی طرف صادر فرمایا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی ادبنا بآداب النبوۃ وھدانا بالاخلاق المصطفویۃ علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات اتمھا واکملھا۔

بدان کہ سالکان این راہ ازدو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اس خدا کی ہے جس نے آداب نبوی کے ساتھ ہم کو مودب بنادیا اور اخلاق مصطفوی علیہ وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات کے ساتھ ہم کو ہدایت دی۔

جاننا چاہیے کہ اس راہ کے

حال خالی نیستند۔ مرید اند یا مراد، واگر مراد اند طوبی لھم براہ انجذاب و محبت ایشان را کشان کشان خواہند برد و بہ مطلب اعلی خواہند رسید، و ہر ادبی کہ در کار شود بتوسط یا بی توسط تعلیم شان خواہد شد، اگر ذلتی واقع شود زود متنبہ خواہند فرمود و بر آن مواخذہ نہ خواہند کرد و اگر بہ پیر ظاہر احتیاجی داشتہ باشد بی سعی ایشان بآن دولت دلالت خواہند فرمود، بالجملہ عنایت ازلی جل سلطانہ، متکفل حال این بزرگواران ست بہ سبب و

سالک دو حال سے خالی نہیں ہیں یا تو مرید ہیں یا مراد۔ اگر مراد ہیں تو ان کے لئے مبارک باد ہے۔ محبت و انجذاب کی راہ سے ان کو کشاں کشاں لے آئیں گے اور (اس طرح) مطلب اعلی تک پہنچ جائیں گے اور جو ادب ان کے لئے درکار ہوگا بوسیلہ ان کو سکھا دینگے اگر ان سے کوئی لغزش ہو جائیگی تو انکو جلدی سے آگاہ کر دینگے اور اس پر ان کا مواخذہ نہ کریں گے اور اگر پیر ظاہر کی ان کو حاجت ہوگی تو ان کی کوشش کے بغیر اس دولت کی طرف ان کی رہ نمائی کریں گے غرض اللہ تعالی کی عنایت ازلی ان بزرگوں کے حال کی متکفل و ضامن ہوتی ہے۔ بہ سبب یا

بی سبب کار الشان را خواہند
کرد واللہ یجتبی من یشاء ۔
واگر مرید ند کار الشان بی توسط
پیر کامل دشوار ست، پیری باید
کہ بدولت جذبہ سلوک مشرف
شدہ باشد و بہ سعادت فنا
وبقا مستعد گشتہ سیر الی
اللہ وسیر فی اللہ وسیر
عن اللہ باللہ وسیر فی
الاشیاء باللہ را بانصرام
رسانیدہ ۔ واگر جذبہ او بر سلوک
او مقدم ست و بہ تربیت مرادان
مربی شدہ کبریت احمر ست
کلام او دوا ست و نظر
او شفا۔ احیای دل ہای
مردہ

بے سبب ان کا کام بنا دیتے
ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے
اس کو برگزیدہ بنا دیتا ہے، اور
اگر مرید ہیں تو بے وسیلہ پیر کامل
ان کا کام دشوار ہے۔ پیر ایسا
ہونا چاہیے جو جذب اور سلوک
کی دولت سے مشرف ہو چکا ہو
اور فنا و بقا کی سعادت سے
بہرہ ور ہو اور سیر الی اللہ سیر فی اللہ و
سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیاء کو
انتہا تک پہنچا چکا ہو اور اگر اس کا
جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہے
اور مرادوں کی تربیت سے تربیت
یافتہ ہو تو اس کا وجود کبریت احمر
کیمیا ہے اس کا کلام دوا اور
اس کی نظر شفا ہے۔ مردہ دلوں کا

بتوجہ شریف او منوط
ست و تازگی جان ہای فسردہ
بالتفات لطیف او مربوط
واگر این طور صاحب دولت
پیدا نہ شود ۔ سالک
مجذوب ہم مغتنم ست و
تربیت ناقصان از و
نیز می آید و بتوسط او دولت
فنا و بقا می رسد ۔

۵

آسمان نسبت بہ عرش آمد فرود
ورنہ بس عالی ست پیش خاک تود

اگر بعنایت خداوندی جل سلطانہ
طالبی را باین طور پیر کامل مکمل
و دلالت فرمایند باید کہ وجود شریف
او مغتنم دانند و خود را باہتمام

زندہ ہونا اس کی توجہ شریف
سے وابستہ ہے اور افسردہ
روحوں کی تازگی اس کی لطیف
توجہ کے ساتھ مربوط ہے۔ اور اگر
اس قسم کا صاحب دولت نہ
ملے تو سالک مجذوب بھی غنیمت
ہے وہ بھی ناقصوں کی تربیت
کر سکتا ہے اس کے وسیلے سے
فنا و بقا کی دولت حاصل ہو سکتی
ہے ۔

عرش سے نیچے ہے گرچہ آسماں
لیک اونچا ہے زمیں سے اے جواں

اگر اللہ تعالیٰ کی عنایت سے کسی
طالب کو اس قسم کا کامل و مکمل
پیر مل جائے تو واجب ہے کہ
اس کے وجود شریف کو غنیمت

باو سپارد و سعادت خود را در
مرضیات او داند و شقاوت
خود را در خلاف مرضیات
او شناسد۔ بالجملہ ہوائی خود را
تابع رضای او سپارد در خبر
نبوی ست علیہ وآلہ الصلوات
والتسلیمات انسہا و
اکملہا لن یومن احدکم
حتی یکون ھواہ تبعا
لما جئت بہ ۔
بداند کہ رعایات آداب
صحبت و مراعات شرائط
از ضروریات این راہ است
تا راہ افادہ و استفادہ
مفتوح گردد و بدونہا
لا نتیجۃ للصحبۃ

سمجھے اور اپنے آپ کو ہمہ تن
اس کے حوالے کردے اور اپنی
سعادت اس کی رضامندی
میں اور اپنی بدبختی اس کی نا
رضامندی میں جانے۔ غرض
اپنی خواہش کو اس کی رضا کے
تابع بنادے حدیث نبوی صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے تم
میں سے کوئی ایماندار نہ ہوگا
جب تک اسکی خواہش اس امر کے
تابع نہ ہوجائے جسکو میں لایا ہوں
جاننا چاہئے کہ آداب و شرائط صحبت
کو مدنظر رکھنا اس راہ کی ضروریات
میں سے ہے تاکہ افادہ اور استفادہ
کا راستہ کھل جائے ورنہ بغیر اس
کے صحبت سے کوئی نتیجہ برآمد نہ

ولا ثمرۃ للمجلس
یعنی از آداب و شرائط ضروریہ
در معرض بیان آوردہ می شود
بگوش ہوش باید شنید۔
بدان کہ طالب را باید کہ
روی دل خود را از جمیع جہات
گردانیدہ متوجہ پیر خود سازد
و با وجود پیر بی اذن او بنوافل
و اذکار نہ پردازد۔ و در حضور
او بغیر او التفات نماید و بکلیہ
خود متوجہ نشیند حتی کہ بذکر ہم
مشغول نہ شود۔ مگر آن کہ او
امر کند و غیر از نماز فرض و سنت
در حضور او ادا نہ کند
نقل کردہ اند از سلطان

ہوگا۔ اور مجلس سے کوئی
فائدہ حاصل نہ ہوگا۔ بعض ضروری
آداب و شرائط بیان کیے جاتے ہیں
گوش ہوش سے سننا چاہیے۔
طالب کو چاہیے کہ اپنے
دل کو تمام اطراف سے پھیر کر
اپنے پیر کی طرف متوجہ کرے
اور پیر کی خدمت میں اس کی
اجازت کے بغیر نوافل و اذکار
میں مشغول نہ ہو۔ اور اس کے
حضور میں اس کے سوا کسی اور
کی طرف توجہ نہ کرے اور بالکل
اسی کی طرف متوجہ ہو کر بیٹھے
حتی کہ جب تک وہ حکم نہ دے
ذکر میں بھی مشغول نہ ہو اور اس
کے سامنے نماز فرض و سنت

این وقت که وزیر پیشِ او	کے علاوہ کچھ ادا نہ کرے، کسی
استادہ بود۔ اتفاقاً درین	بادشاہ کی حکایت ہے کہ اس
اثنا آن وزیر التفاتی بجانبِ	کا وزیر اس کے سامنے کھڑا تھا
جامۂ خود کردہ، بندِ آن	اتفاقاً اسی اثنار میں
را بہ دستِ خود راست می	وزیر کی نظر اپنے کپڑے پر جا پڑی
ساخت۔ درین حال نظر	اس کے بند کو اپنے ہاتھ سے
سلطان بر آن وزیر افتاد	درست کرنے لگا اسی عالم میں بادشاہ
دید کہ بہ غیر او متوجہ ست	کی نظر وزیر پر پڑی دیکھا کہ میرے
بزبانِ عتاب گفت کہ	علاوہ غیر کی طرف متوجہ ہے
این [illegible] اثم کرد کہ	جھڑک کر فرمایا کہ میں اس کو
تو وزیر من باشی و در حضورِ	برداشت نہیں کر سکتا کہ تو میرا
من بہ بندِ جامہ التفاتِ	وزیر ہو کر میرے سامنے اپنے
نمائی، باید اندیشید کہ	کپڑے کے بند کی طرف توجہ دے
ہرگاہ وسائل دنیاء	سوچنا چاہئے کہ جب حقیر دنیا کے
دنیہ را آداب دقیقہ	وسائل کے لئے چھوٹے چھوٹے
درکارست وسائل وصول	آداب ضروری ہیں تو وصول

الی اللہ را بر وجہ اتم و اکمل	الی اللہ کے وسائل کے لئے ان
رعایتِ این آداب لازم	آداب کی رعایت نہایت ہی
خواہد بود و مہما امکن	ضروری ہوگی۔ جہاں تک
در جائی نہ ایستد کہ سایہ او بر	ممکن ہو ایسی جگہ کبھی نہ کھڑا ہو
جامہ یا بر سایۂ او افتد بر مصلّای	کہ اس کا سایہ پیر کے کپڑے یا
او پا نہد و در متوضای او	سائے پر پڑے۔ اس کے مصلے
طہارت نکند و بظروفِ خاصّۂ	پر پیر نہ رکھے اور اس کی وضو
[illegible] نکند و در حضور	کی جگہ میں طہارت نہ کرے
[illegible] و طعام تناول ننماید و با کسی	اس کے خاص برتنوں کو استعمال
سخن نکند بلکہ متوجہ احدی نگردد	نہ کرے اور اس کے سامنے نہ
در غیبتِ پیر در جای کہ اوست پا دراز	پانی پئے نہ کھانا کھائے، اور
نکند و بزاقِ دہن بآن	کسی سے گفتگو نہ کرے بلکہ کسی اور کی
جانب نیندازد و ہرچہ	طرف متوجہ بھی نہ ہو پیر کی عدم موجودگی
از پیر صادر شود	میں جس جگہ وہ رہتا ہے اس طرف
آن را صواب داند اگرچہ	پاؤں نہ پھیلائے اور نہ اس طرف
بظاہر صواب ننماید و ہرچہ	تھوکے جو کچھ پیر سے صادر ہو اسکو درست

می کند از الہام می کند و باذن
کار می کند۔ بر این تقدیر اعتراض
را گنجایش نباشد۔ و اگرچہ
در بعضی صور در الہامش
خطا راہ یابد۔ چہ خطای
الہامی در رنگِ خطای
اجتہادی ست۔ ملامت
و اعتراض برآں مجوز نیست
و ایضاً چون این را محبتی
بہ پیر پیدا شدہ
است در نظرِ محب
ہرچہ از محبوب صادر
می شود۔
محبوب نماید۔ پس
اعتراض را مجال نباشد و
در کلی و جزئی اقتدا بہ پیر

سمجھے خواہ بظاہر درست نہ معلوم
ہو کیونکہ وہ جو کچھ بھی کرتا ہے الہام
سے کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اذن
سے کرتا ہے اس تقدیر پر اعتراض
کی گنجائش نہیں اگرچہ بعض
صورتوں میں اس کے الہام
میں خطا کا ہونا ممکن ہے کیونکہ
خطائے الہامی خطائے اجتہادی
کی طرح ہے ملامت و اعتراض
اس پر جائز نہیں۔ نیز جب
اس کو اپنے پیر سے محبت پیدا
ہو گئی ہے تو محب کی نظر میں
جو کچھ محبوب سے صادر ہوتا ہے
محبوب ہوتا ہے پھر اعتراض کی
کیا گنجائش۔ تمام چھوٹے بڑے
کاموں میں پیر کی اقتدا ر

کند چہ در خوردن و پوشیدن
و چہ در خفتن و طاعت کردن
نماز را بطرزِ او باید ادا کردو
فقہ را از عمل او باید اخذ
نمود۔
آن را کہ در سرای نگاری ست فارغ ست
از باغ و بوستان و تماشای لالہ زار
و ہیچ اعتراض را در حرکات و
سکناتِ او مجال نہ دہد، اگرچہ
آن اعتراض بمقدار حبۂ خردلہ
باشد۔ زیرا کہ اعتراض را غیر
از حرمان نتیجہ نیست۔ و بی
سعادت ترین جمیع خلائق
عیب بین این طائفہ علیہ
است۔ نجانا اللہ سبحانہ
عن ھذا البلاء العظیم

واجب ہے خواہ وہ کھانا پہننا
ہو یا سونا اور عبادت نماز
بھی اسی کے طرز پر ادا کرنا
چاہئے۔ اور فقہ بھی اسی کے
طرزِ عمل سے سیکھنا چاہئے۔
وہ شخص جس کے گھر میں گل زار خود لگا ہو
غیروں کے باغ دیکھنے کی حاجت نہیں ہے اسکو
اس کے حرکات و سکنات میں
کسی قسم کا اعتراض نہ کرے
خواہ وہ اعتراض رائی کے ایک
دانے کے برابر ہی کیوں نہ ہو۔
کیونکہ اعتراض سے بجز
مایوسی کچھ حاصل نہیں ہوتا
تمام مخلوقات میں سب سے
بدبخت وہ شخص ہے، جو اس
گروہ کا عیب بین ہے اللہ تعالیٰ

وطلب خوارق و کرامات
از پیرِ خود نکند ۔ اگرچہ
آن طلب بطریقِ خاطر و وساوس
باشد ۔ ہیچ شنیدۂ کہ
مومنی از پیغمبری معجزہ
طلب کردہ باشد ۔
معجزہ طلبان کفار اند و
اہلِ انکار

معجزات از بہر قہرِ دشمن ست
بوی جنسیت پئِ دل بردن ست
موجب ایمان نباشد معجزات
بوئے جنسیت کند جذب صفات
اگر شبہہ پیدا شود در خاطر آن باہی
توقف عرض نماید ۔ اگر حل نہ شود
تقصیر بر خود نہد و ہیچ منقصت

ہم کو اس بلائے عظیم سے
نجات دے اپنے پیر سے
خوارق و کرامات طلب نہ
کرے ، اگرچہ وہ طلب خطرات
اور وساوس کے طریق پر ہو ۔
کیا تم نے نہیں سُنا کسی مومن
نے کسی پیغمبر سے معجزہ طلب
نہیں کیا ۔ معجزہ طلب کرنا
کافروں اور منکروں کا کام ہے
قہرِ دشمن کے لئے ہیں معجزے
بوئے جنسیت دلوں کو کھینچے
موجب ایمان نہیں ہیں معجزے
بوئے جنسیت صفت کو کھینچے
اگر دل میں کوئی شبہہ پیدا ہو
تو اس کو بلا جھجک عرض کرے
اگر حل نہ ہو تو اپنا قصور سمجھے

راجناب پیر عائد نہ سازد و
واقعہ کہ رو دہد از پیر پنہان
نہ دارد و تعبیر وقائع از و
طلب کند و تعبیری کہ بر طالب
منکشف شود نیز عرض نماید و
صواب و خطا از و جوید و بر
کشوفِ خود زنہار اعتماد نہ
کند کہ حق با باطل دریں دار
ممتزجست و صواب با خطا مختلط
و بی ضرورت و بی اذن از و
جدا نہ شود ۔ غیر او را بروی گزیدن
منافی ارادت ست ۔ و آواز
خود را بر آواز او بلند نہ کند و
سخن بلند پیش او نگوید

اور پیر کی طرف کسی قسم کی
کوتاہی یا عیب منسوب نہ
کرے جو واقعہ ظاہر ہو اسکو اپنے
پیر سے پوشیدہ نہ رکھے اور
واقعات کی تعبیر اسی سے
طلب کرے اور جو تعبیر طالب
پر ظاہر ہو وہ بھی عرض کرے
اور صواب و خطا کو اسی سے
طلب کرے اور اپنے کشف
پر ہرگز بھروسا نہ کرے کیونکہ
اس جہان میں حق و باطل کے
ساتھ اور خطا ثواب کے ساتھ ملی
جلی ہے ۔ بے ضرورت اور بے اجازت
اس سے جدا نہ ہو کیونکہ غیر کو ان کے
اوپر اختیار کرنا ارادت کے خلاف ہے
اپنی آواز کو اس کی آواز سے بلند

کہ سوءِ ادب است و
ہر فیضی و فتوحی کہ برسد
آن را بتوسط پیر تصور نماید
و اگر در واقع بیند کہ فیضی
از مشائخ دیگر رسیدہ است
آن را نیز از پیر داند و
بداند کہ چون پیر جامع
کمالات و فیوض است
فیضِ خاص از پیر مناسب
استعداد خاص مرید ملائم
کمال شیخی از شیوخ کہ صورت
افاضہ از وی ظاہر شدہ
است بمرید رسیدہ و لطیفہ
از لطائف پیر کہ مناسب
بآن فیض دارد بصورت
آن شیخ ظاہر شدہ است و

نہ کرے اور اس کے ساتھ بلند آواز
سے گفتگو نہ کرے کہ بے ادبی ہے
اور جو فیوض و فتوح اس کو پہنچیں
اس کو اپنے پیر ہی کے ذریعے
سمجھے اور اگر حقیقتاً یہ دیکھے کہ
فیض دوسرے مشائخ سے پہنچا ہے
تو اس کو بھی اپنے پیر سے جانے
سمجھے کہ چونکہ پیر تمام کمالات و
فیوض کا جامع ہے. لہٰذا پیر کا
خاص فیض مرید کی خاص استعداد
کے مناسب اس شیخ کے
کمال کے موافق جس سے یہ
صورتِ افاضہ ظاہر ہوئی ہے مرید
کو پہنچا ہے وہ پیر کے لطائف
میں سے ایک لطیفہ ہے جس کے
مناسب وہ فیض رکھتا ہے اور اس

فیض را ازان دانستہ
این مغلطۂ عظیم ست حق
سبحانہٗ از زلتِ قدم نگاہ
دارد و بہ اعتقاد و محبت
پیر مستقیم دارد بحرمت
سید البشر علیہ و علیٰ آلہ
الصلوات والتسلیمات
بالجملہ الطَّرِیْقُ کُلُّہٗ
اَدَبٌ مشہور ست
ہیچ بے ادبی بخدا
نہ رسد - و اگر مرید
در رعایت بعضی است
آداب خود را مقصر داند

شیخ کی صورت میں ظاہر ہوا
ہے. محبت کے غلبے کے
باعث مرید نے اس لطیفے کو
دوسرا شیخ خیال کیا ہے اور
فیض کو اس سے سمجھا ہے
یہ بڑا بھاری مغالطہ ہے. اللہ
تعالیٰ لغزشِ قدم سے محفوظ
رکھے اور سید البشر صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم کے طفیل پیر
کے اعتقاد اور محبت پر
ثابت قدم رکھے الغرض
الطَّرِیْقُ کُلُّہٗ اَدَبٌ
مشہور مثل ہے کہ بے ادب
خدا تک نہیں پہنچتا، اگر مرید
بعض آداب کے بجا لانے
میں اپنے آپ کو قاصر سمجھے

و در ادای ما ینبغی نہ رسد و اگر ہم سعی نتواند از عہدہ برآید معفوست ۔ اما از اعتراف بہ تقصیر ناچار است و اگر عیاذاً باللہ سبحانہ رعایت آداب نہ کند و خود را مقصر ہم نداند از برکات ایں بزرگواران محروم ست ؎

اور اس کو کما حقہٗ ادا نہ کر سکے اور اگر کوشش کرنے کے بعد بھی اس سے عہدہ برآ نہ ہو سکے تو اس کو معافی ہے ۔ لیکن اس کو اپنے قصور کا اقرار کرنا پڑے گا اور اگر نعوذ باللہ آداب کی رعایت بھی نہ کر سکے اور اپنے آپ کو قصوروار بھی نہ سمجھے تو ان بزرگوں کی برکتوں سے محروم رہتا ہے ؎

ہر کرا روی بہ بہبود نہ داشت — ہدایت نہ تھی جسکی قسمت میں یارو
دیدنِ روی نبیؐ سود نہ داشت — لقائے پیمبر تھا بے سود اس کو

تمت بالخیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شانِ اولیاء کرام

صحبت اولیاء درد دل کی دوا — قربتِ اولیاء زنگ دل کی جلا
رحمتِ اولیاء رحمتِ مصطفےٰ — رحمتِ مصطفےٰ رحمتِ کبریا

ان کے سائے میں جو مردہ دل آگئے
زندگی پا گئے زندگی پا گئے

فیض کا ان کے عالم نہ پوچھے کوئی — جو کہا اللہ اللہ ہوا بس وہی
ان کی نظروں سے ہوتے ہیں پیدا ولی — اِن سے کھلتی ہے دل کی کلی در کلی

ان سے راہِ شریعت طریقت ملی
معرفت کی حقیقت کی دولت ملی

یہ وہ ہیں جن کو خود حق نے اپنا کہا — یہ وہ ہیں دید کو جن کی کعبہ بڑھا
یہ وہ ہیں ناز جن کا خدا نے سہا — یہ وہ ہیں جن کا قرآں میں ہے تذکرہ

ہیں یہ ہی نائبِ انبیاء اصفیا
ہیں یہ ہی حق کے جلووں کے جلوہ نما

زینتِ کعبۂ دل ہیں سب اولیأ — ان کا جو ہو گیا وہ خدا کا ہوا
ان کی نظریں ہیں ظلمت کدے کی ضیا — انکی صحبت ہے صد طاعتِ بے ریا

انکی خدمت میں جو جان و دل سے جھکا
سر بلندی دو عالم کی وہ پا گیا

ان کا دربار، دربارِ خیرالوریٰ — ان کا دیدار، دیدارِ شمس الضحیٰ
ان کی بیعت ہی، ہے بیعتِ مصطفےٰ — دستِ محبوب ہیں یہ وہ دستِ خدا

واہ کیا سلسلے سے ملا سلسلہ
گویا ذرّہ بھی خورشید سے جا ملا

قبر میں زندہ ہیں اولیائے کرام — ہے مزاروں سے بھی فیض جاری مدام
اہلِ دل ان سے کرتے ہیں جا کر کلام — جھولیاں اپنی بھرتے ہیں ہر خاص و عام

ہیں یہ بے خوف ہر خوف سے باخدا
شان میں ان کی لاخوف حق نے کہا

رہ کے دنیا میں بھی حق سے واصل ہیں یہ — بزمِ رحمت میں ہر وقت شامل ہیں یہ
آسماں جس امانت سے گھبرا گیا — اُس امانت کے واللہ حامل ہیں یہ

ان پہ جو جان و دل سے فدا ہو گیا
وہ حبیبِ حبیبِ خدا ہو گیا

انکی صورت سے ہے جلوۂ حق عیاں — انکے سینے میں ہیں توحید کے رازداں
انکی مٹھی میں ہے دولتِ دو جہاں — انکے قدموں میں ہیں بادشاہِ زماں

جو ولی سے ملا وہ نبی سے ملا
جو نبی سے ملا وہ خدا سے ملا

میرے مرشد کے رخ پہ ہے کیا چاندنی — چاند کی جس پہ ہے خود فدا چاندنی
چشمِ خورشید نے بھی نہ دیکھی کبھی — ایسی رحمت نما حق نما چاندنی

محفلِ نور پر بارشِ نور ہے!
نور سے آج ہر سینہ معمور ہے

وارثِ انبیاء، نائبِ یارِ غار — گلشنِ الفِ ثانی کی جانِ بہار
شاہ ابوالخیر کی آپ ہیں یادگار — آپ ہی سے چمکتے ہیں لیل و نہار

آپ پر رحمتِ حق رہے بے شمار
آپ پہ ہو حبیبِ خدا کا پیار

آپ محمود اور میں ایاز آپ کا — یہ غلام اور کچھ بھی نہیں مانگتا
بس یہ ہی ایک ہے دیکھئے التجا — آپ کہہ دیجئے ہے یہ خادم مرا

پھر تو بگڑی مری ساری بن جائیگی
میرے گھر بھر کی قسمت چمک جائیگی

قطعات

ہر کہ پیر و ذاتِ حق یک را ندید — نے مرید و نے مرید و نے مرید
چوں بذاتِ پیر را کردی قبول — ہم خدا آمد بذاتش ہم رسول

ہر کہ او عاشق نہ شد بر ذاتِ پیر — از خدا ہرگز نہ شد دولت پذیر
گر تو ذاتِ پیر خود کردی قبول — ہم خدایت اندر آمد ہم رسول

اللہ اللہ نقشبندی سلسلہ — ہے شریعت کا سراپا آئینہ
پاک ہے یہ ساری ممنوعات سے — اس کے ہیں صدیق اکبر پیشوا

ہر ولی اللہ پر ہے رحمت حق بے شمار — نقشبندی قادری و سہروردی اہل چشت
انکے قدموں میں عقیدت سے جھکو لیل و نہار — ایک ہی دریا کی اے محمد یہ نہریں ہیں چار

جب تصوّر میں مدینے کا سماں ہوتا ہے

جب نہیں پاس کوئی ہوتا خدا ہوتا ہے
کسی عالم میں نہ وہ ہم سے جدا ہوتا ہے

جو کہ سرکارِ دو عالم پہ فدا ہوتا ہے
بخدا کتنا وہ مقبولِ خدا ہوتا ہے۔

کون سی زندگی پاتا ہے ذرا سمجھو تو
جو محمدؐ کی محبت میں فنا ہوتا ہے

بارشِ نور سے بھر جاتا ہے دل کا آنگن
جب تصوّر میں مدینے کا سماں ہوتا ہے

جھومتی رہتی ہیں جنّت کی بہاریں اس پر
جو کہ سرکار کے دامن سے لگا ہوتا ہے

ہشت جنت کی بہاروں کو لٹا دیتا ہوں
سامنے جب رُخِ محبوبِ خدا ہوتا ہے

خالی رہتا نہیں اللہ کی رحمت سے وہ دل
جو محمدؐ کی محبّت سے بھرا ہوتا ہے

منکرِ نعتِ نبی کیا نہیں تجھکو معلوم
ذکرِ محبوب بھی محبوبِ خدا ہوتا ہے

پھول اللہ کی رحمت کے برستے ہیں وہاں
جہاں ذکرِ شہِ لولاکَ لما ہوتا ہے

لامکاں میں وہ بنا لیتا ہے اپنا مسکن
دل وہ دل جس میں کہ اذکارِ خدا ہوتا ہے۔

ڈوب جاتا ہوں یمِ حسن کی گہرائی میں
جب نقابِ رُخِ پرنور اٹھا ہوتا ہے

یہی ایمان و عقیدہ ہے مرا اے محمود
وہی ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے